7 ستمبر: قادیانیت کا یومِ حساب

محمد نعمان سنجرانی

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ' ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔ اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے مختلف اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بدبخت ازلی کے خلاف جہاد کیا' جو ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب' حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ اسی دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

مجلس احرار اسلام کی تاب ناک تاریخ' بےلوث قربانیوں اور عزم و ایثار سے عبارت ہے۔ احرار نے 1934ء میں قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس کر کے قادیانیت کے خلاف پہلی منظم جدوجہد کا آغاز کیا۔ ہندوستان کے معروف علماء خصوصاً حضرت مفتی کفایت اللہؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا ظہور احمد بگویؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کے ساتھ ہی قادیان میں مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے 1953ء میں سر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارتِ خارجہ سے ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے ''آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' کے پلیٹ فارم سے پورے ملک میں زبردست تحریک کا آغاز کیا۔ وقت کے چنگیز خان جنرل اعظم خاں نے مارشل لاء نافذ کر کے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں اور ہزاروں عاشقانِ ختمِ نبوّت کو شہید کیا۔ ریاستی تشدد کے شرم ناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبا دی گئی لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

> ''میں نے اس تحریک کی صورت میں' ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے' وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنۂ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا''

29/اپریل 1973ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں میجر محمد ایوب شہیدؒ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد

پیش کی اور آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، متفقہ طور پر اُنھیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ تب آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان کو قائد احرار مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

> ''صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسر اقتدار کفر والحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔ اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے شہداء کے خون بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کرلیا ہے۔''

22 رمئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کا ایک گروپ' شمالی علاقہ جات میں سیر و تفریح کی غرض سے ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچی تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کا کفر والحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کردیا۔ جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ 29 رمئی 1974ء کو طلبہ چناب ایکسپریس کے ذریعے واپس آرہے تھے ۔گاڑی ربوہ ریلوے اسٹیشن پہنچی تو قادیانیوں نے طلبہ پر حملہ کردیا اور اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

ملک بھر میں احتجاجی ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ اس تحریک کا سب سے پہلا جلوس چنیوٹ میں تحریک طلباء اسلام کے صدر ملک رب نواز ایڈووکیٹ کی قیادت میں نکالا گیا۔

ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے گجرات میں احتجاجی جلوس سے خطاب کیا۔ اس اذیت ناک واقعے کے خلاف مجلس احرار اسلام فیصل آباد کا ایک ہنگامی اجلاس میاں محمد عالم بٹالوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سانحۂ ربوہ پر احتجاج کرتے ہوئے اُس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب حنیف رامے سے مطالبہ کیا گیا کہ واقعہ ربوہ کی تحقیقات کی جائے۔ 9 رجون کو مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تو اس میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے شرکت کی۔ چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام اور تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک پر امن اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ابن امیر شریعت، پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور محمد عباس نجمیؒ نے کہا کہ ربوہ کا واقعہ فوری ردّعمل کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

واقعہ ربوہ کے دوسرے دن مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن (مرکزی نائب امیر) پروفیسر خالد شبیر احمد نے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کے لیے فیصل آباد میں تحریک چلائی، بیج اور سٹیکرز پر ''قادیانیوں کا سوشل

بائیکاٹ کرو'' تحریر کروا کر پورے شہر میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام نے لاہور سے اشتہارات، بیج اور سٹیکرز شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کیے۔ جس کے نتیجے میں پورے ملک میں قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی فضا بنی اور قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا نعرہ زبان زدعام ہوا۔

حکمرانوں نے حسب معمول واقعہ ربوہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی باز گشت سنی گئی۔ قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے ملک کے تمام اکابر علماء و قائدین متفق ہو گئے۔ ۹/جون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا عبید اللہ انورؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ وغیرھم ایسی نمائندہ دینی و قومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جارہی تھی۔ 9/جون کے اجلاس میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا جبکہ 17 جون کو فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، مجلس احرار اسلام، جمعیت علماء پاکستان، حزب الاحناف، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جماعتِ اسلامی، مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی اور دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھر پور شرکت کی۔ چونکہ مختلف مکاتب فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے۔ بالآخر مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہو گیا۔ چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔ تحریک کو مزید مؤثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید ابوذر بخاریؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ مولانا سید ابوذر بخاریؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو گئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ وہ چار ماہ تک گجرات جیل میں قید رہے۔ مجلس عمل کی قیادت نے مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا اور انھیں رہا کرنے کا مطالبہ کیا۔

جلیس سلاسل نے اپنی کتاب ''ٹیبل ٹاکس'' میں لکھا ہے کہ: ایک روز کراچی کے جبیس ہوٹل میں سابق رکن قومی

اسمبلی و پاکستان دستور کمیشن کے چیئرمین مولانا ظفر احمد انصاری آئے اور وزیر اعظم بھٹو کا پیغام دیتے ہوئے آغا شورش کاشمیری سے کہا کہ آپ ملک سے باہر چلے جائیں۔ اس لیے کہ بھٹو صاحب قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس کا کریڈٹ قوم آپ کو دے دے گی۔ آغا شورش نے کہا کہ وزیر اعظم سے کہہ دیں کہ میں ملک سے باہر قطعی نہیں جاؤں گا اور اگر وہ کریڈٹ کے ہی خواہش مند ہیں تو میں اور ''چٹان'' یہ کریڈٹ ان کو ہی دے دیں گے۔ مجھے کریڈٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں خود قوم سے کہوں گا کہ اس کارنامے کا کریڈٹ بھٹو صاحب کو دے۔ میرا تو معاملہ ہی دوسرا ہے۔ عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کریڈٹ کا محتاج نہیں ہوتا۔ شورش کاشمیری نے بھٹو صاحب سے ملاقات میں گفتگو کرتے ہوئے کہا:

> ''بھٹو صاحب! ہمارے پاس کون سی عظمت ہے۔ ایک سو سال سے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت بحال نہیں کرا سکے۔ ہم سے زیادہ ذلیل قوم کسی ملک نے آج تک پیدا نہیں کی ہوگی۔ ہم اُسی وقت عزت وعظمت کا تاج سر پر رکھ سکتے ہیں جب قادیانیوں سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تاج چھین کر سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیں، پھر شورش نے روتے ہوئے بھٹو کے سامنے اپنی جھولی پھیلا کر کہا: میں آپ سے اپنے اور آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کی بھیک مانگتا ہوں۔ آپ میری زندگی کی تمام نیکیاں اور خدمات لے لیں۔ میں خدا کے حضور خالی ہاتھ چلا جاؤں گا مگر خدا کے لیے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حفاظت کر دیجیے۔ یہ میری جھولی نہیں۔ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی ہے جس کی جھولی پر قادیانی حملہ آور ہیں۔''

بھٹو صاحب یہ سن کر لرز اُٹھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اب اس سے زیادہ مجھ میں سننے کی تاب نہ تھی۔ میرے بدن میں ایک جھرجھری سی آئی۔ میں بھی آخر مسلمان تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا تھا۔ اس موقع پر شورش نے بات چیت کا رخ جذبات کی طرف موڑ دیا تھا اور میں اپنے مسلمان ہونے کی حیثیت کے سوا سب کچھ بھول گیا تھا۔ میں نے شورش سے وعدہ کر لیا تھا کہ میں قادیانی مسئلہ ضرور بالضرور حل کروں گا۔ شورش مجھ سے وعدہ لے کر چلا گیا اور میں سوچتا رہا کہ شاید اس شخص نے مجھ پر جادو کیا ہے لیکن مجھ جیسے شخص کو قائل کرنے کے لیے ایک جذباتی ماحول پیدا کرنا صرف شورش کا کام تھا۔

کرنل رفیع الدین (جو راولپنڈی جیل میں ذوالفقار علی بھٹو کی نگرانی پر مامور تھے) نے اپنی کتاب ''بھٹو کے آخری 323 دن'' میں بھٹو صاحب کے بارے میں لکھا ہے::

> ''احمدی مسئلہ! یہ ایک مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا۔
>
> ایک دفعہ کہنے لگے: رفیع! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔
>
> ایک بار انھوں نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟

ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع الدین! کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بدعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں۔

ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھئی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں، پھر کہنے لگے: میں تو بڑا گناہ گار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔

بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انھیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا لیکن اس دن مجھے معلوم ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔''

مجلس احرار اسلام کے امیر مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے 28/جولائی 1974 کو ملتان میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ مجلس احرار اسلام، مجلس عمل کی تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کر کے دم لے گی۔ مولانا سید ابوذر بخاری کے خطاب کو اخبارات نے بھرپور کوریج دی۔

مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے اپنے وفد کے ساتھ اگست 1974ء کو لاہور میں مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کی اور اسی دن شام کو جلسے سے بھی خطاب کیا۔ شورش کاشمیری بیمار ہونے کی وجہ سے اس جلسہ میں تو شرکت نہ کر سکے لیکن لاہور اور لائل پور (فیصل آباد) میں مجلس عمل کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔ اور راولپنڈی کے جلسہ سے خطاب بھی کیا۔

یکم ستمبر 1974ء کو میں بادشاہی مسجد لاہور میں مجلس عمل کا تاریخی جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد یوسف بنوری، مفتی محمود، سید مودودی، سید ابوذر بخاری، مولانا عبدالحق، مظفر علی شمسی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عبدالقادر روپڑی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

اس مقدس تحریک میں طلبہ تنظیمیں بھی پیش پیش تھیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اور تحریک طلبا اسلام کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی کی شعلہ نوائی سے خائف ہو کر انہیں گرفتار کرنے کے لیے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے لیکن انھوں نے ہائی کورٹ سے قبل از گرفتاری ضمانت کرالی۔ آخر ملتان کے جلسہ میں تقریر کے مقدمہ میں انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ محمد عباس نجمیؒ، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد یوسف سیال، سید محمد ارشد بخاری اور سید محمد کفیل بخاری نے لاہور، ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی، بہاول پور، گجرات، گوجرانوالہ اور کراچی کے جلسوں میں قائدِ احرار سید ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کے ہمراہ شرکت کی۔

حکومت بالآخر تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قائم کر دی گئی۔ جسے فریقین کی

بات سن کر فیصلہ کرنا تھا۔ قومی اسمبلی میں مجلس عمل کی نمائندگی مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمد، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ اور دیگر ارکان کر رہے تھے۔ مذکورہ حضرات نے شب و روز کی مساعی جمیلہ سے وہ تمام لٹریچر جمع کیا جو خصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا۔

شہداء ختم نبوت کا مقدس خون اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کی بے لوث قربانیاں رنگ لے آئیں۔ قومی اسمبلی نے مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور مرزائیت کی لاہوری شاخ کے امیر صدر الدین پر سات گھنٹے مسلسل بحث کی۔ 7 ستمبر 1974ء کا وہ مبارک دن آ پہنچا، جب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر سہ پہر 4 بج کر 35 منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا۔ وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس سلسلے میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور جب یہ بل متفقہ رائے سے منظور ہو گیا تو حزبِ اقتدار و حزبِ اختلاف فرطِ خوشی و مسرت سے آپس میں بغل گیر ہوئے۔ مولانا سید ابوذر بخاری نے مجلس احرار اسلام کی جانب سے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو یہ تاریخ ساز فیصلہ کرنے پر مبارک باد کا تار بھیجا۔ جس کے جواب میں بھٹو نے کہا کہ یہ سب کچھ آپ لوگوں کی محنت کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ گناہ گار سے یہ عظیم کام لے لیا ہے۔

اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد 9 ستمبر کو ملتان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مزار پر مجلس احرار اسلام کی جانب سے ایک ہفتہ کے لیے کیمپ لگایا گیا۔ جس میں عوامی قافلوں کے علاوہ ملک بھر سے مختلف شخصیات خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے آتی رہیں۔ مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی اور ولی خان بھی اس کیمپ میں آئے اور شاہ جی کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاہ جی کا لگایا ہوا پودا آج ثمر آور درخت بن چکا ہے۔ یہ شاہ جی کی محنت اور خلوص کا نتیجہ ہے کہ آج قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیے گئے۔ اس طرح یہ تاریخ ساز دن علماء حق اور شہداء ختم نبوت کی بے لوث قربانیوں کی فتح کا دن ثابت ہوا۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

27 ستمبر 2012ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی　سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961